طباعتِ قرآن میں رسمِ عثمانی کا التزام

حافظ محمد سمیع اللہ فراز

لیکچرار علوم اسلامیہ ورچوئل یونیورسٹی

کلماتِ قرآنیہ کی کتابت کا ایک بڑا حصہ تلفظ کے موافق یعنی قیاسی ہے۔ لیکن چند کلمات تلفظ کے خلاف لکھے جاتے ہیں۔ کیا مصاحف کی کتابت و طباعت میں رسمِ عثمانی کے قواعد و ضوابط کی پابندی واجب ہے؟ اور کیا رسمِ قیاسی کے مابین یہ فرق و اختلاف باقی رہنا چاہیے؟ اس سوال کے حوالے سے علمائے رسم اور مورخین کے ہاں دو زاویہ ہائے فکر پائے جاتے ہیں: جمہور علما کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآنی رسم کی قدامت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں اور طباعت مصاحف میں اسی کی پابندی لازمی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسم عثمانی کو اختیار کرنے پر اتفاق کیا ہے اور صحابہ کا اتفاق اسی معاملہ پر ممکن ہو سکتا ہے جو ان کے ہاں متحقق ہو کر واضح ہو چکا ہو۔ (۱) فکر کا دوسرا زاویہ یہ ہے کہ عوام کے لئے رسم عثمانی کے مطابق لکھے ہوئے مصاحف میں قراءت قرآن کے لحاظ سے کئی مفاسد ہیں، اس لئے عوامی سطح پر اس رسم الخط کو ترک کر دینا چاہیے، البتہ خواص کے لیے اس کی گنجائش باقی رہنی چاہیے۔ ذیل میں ہم ان دونوں نقطہ ہائے نظر اور ان کے استدلالات کا ایک مطالعہ پیش کریں گے۔

رسم عثمانی کا التزام

رسم عثمانی کے مجمع علیہ ہونے میں کسی کا اختلاف منقول نہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ مصاحف عثمانیہ کی کتابت کرتے ہوئے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتفاق رائے سے اس رسم کو صحیح اور درست قرار دیا (۲)۔ مصر کے شیخ القراء محمد بن علی خداد نے اپنے رسالہ "النصوص الجلیله" میں رسم عثمانی کے اتباع کو بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجماع سے ثابت کیا ہے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت بھی قابل اتباع ہے اور اس کی پیروی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ دلیل مذکور کی بنیاد پر چونکہ رسم عثمانی

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجمع علیہ ہے، لہذا اس کی اتباع اور اقتدا کا حکم تمام دیگر نظریات کے مقابلہ میں راجح ہے۔ علامہ ابو طاہر السندؒ رسم عثمانی پر لوگوں کے تعامل کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وتقلدت الائمة رسمها، واشتهرت كتابتها بالرسم العثماني، واجمع الصحابة رضی اللہ عنہم على ذلك الرسم ولم ينكر احد منهم شيئا منه واجماع الصحابة واجب الاتباع۔ ثم استمرّ الامر على ذلك والعمل عليه في عصور التابعين والائمة المجتهدين، ولم ير احد منهم مخالفة وفي ذلك نصوص كثيرة لعلماء الائمة"۔ (۴) یعنی امت نے اسی رسم کی تقلید کی ہے اور اسی میں مصحف کی کتابت کا عام رواج ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس رسم پر اجماع ہوا اور ان میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجماع واجب الاتباع ہے۔ پھر یہی طریقہ رائج رہا اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ادوار میں اسی پر عمل رہا اور کسی نے اس معاملہ میں اختلاف کا خیال بھی نہیں کیا۔ اس پر علمائے امت کے بہت سے اقوال موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زیر نگرانی ہونیوالی کتابت ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے قابل عمل تھی۔ انھی خصوصیات رسم کے ساتھ عہد صدیقی اور پھر عہد عثمانی میں مصاحف تیار کروائے گئے۔ چنانچہ اسلام کے ابتدائی دور میں لوگوں کے لئے کتابت، مصحف کا معیار رسم عثمانی تھا اور اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعینؒ نے ہمیشہ رسم عثمانی کی موافقت کو ہی معیار سمجھا۔ ابنِ قتیبہؒ لکھتے ہیں: "ولولا اعتياد الناس لذلك في هذه الاحرف الثلاثة (الصلوة والحيوة) وما في مخالفة جماعتهم لكان أحب الاشياء الي أن يكتب هذا كله بالالف"۔ (۵) یعنی اگر ان تین کلمات صلوٰۃ، زکوۃ اور حیوۃ کا واؤ کے ساتھ املا لوگوں میں رائج نہ ہوتا اور ان کے اتفاق کی خلاف ورزی کا خدشہ نہ ہوتا تو میں ان کلمات کو الف سے لکھنا زیادہ پسند کرتا۔ ایک عرصہ اسی طرح معاملہ چلتا رہا یہاں تک کے علمائے لغت نے فن رسم کے لئے ضوابط کی بنیاد رکھی اور قیاسات نحویہ وصرفیہ اس غرض سے وضع کر دیے گئے تا کہ نظام کتابت اور تعلیمی سلسلہ میں کسی غلطی یا شبہ کا احتمال باقی نہ رہے۔ قواعد ہجا، قواعد املا، علم الخط القیاسی والا اصطلاحی، یہ وہ سب نام تھے جو ان قواعد کے لئے وضع کیے گئے۔ لوگوں نے عام لکھنے میں کلمات کے پرانے ہجا کو رفتہ رفتہ ترک کر دیا، لیکن مصاحف میں موجود الفاظ اپنی اسی ہیئت وصورت میں رہے جس میں انہیں عہد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں

لکھا گیا تھا۔

مذاہب اربعہ کا موقف

مذاہب اربعہ کے تمام فقہاؒ نے مصحف کی کتابت اور طباعت میں رسمِ عثمانی میں التزام کی ضرورت پر زور دیا ہے اور اس کی مخالفت کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ اس پر علما کا اجماع منقول ہے کہ رسمِ عثمانی کی مخالفت جائز نہیں: ’’ولا مخالف له في ذلك من علماءِ الائمة‘‘ (۶)۔ علامہ الحدادؒ کے بقول علما کا ہمیشہ رسمِ عثمانی پر اجماع رہا ہے اور اس کی مخالفت کو اجماع سے روگردانی تصور کیا ہے: ’’وما دام قدا انعقد الاجماع على تلك الرسوم فلا يجوز العدول عنها الى غيرها، اذلا يجوز خرق الاجماع بوجه‘‘۔ (۷) علامہ جعبری نے ’روضة الطرائف في رسم المصاحف في شرح العقيلة میں ائمہ اربعہ کا یہی موقف نقل کیا ہے۔ (۸) مکاتب اربعہ کے فتاویٰ کی تفصیل حسب ذیل ہے ۱۔ امام مالکؒ کا مسلک: وقت کے گزرنے کے ساتھ کتابت مصحف میں جب رسمِ عثمانی سے مختلف کلمات کا دخول شروع ہوا تو امام مالکؒ (۹۵ھ۔۱۷۹ھ) سے اس ضمن میں استفتا کیا گیا جس کو علامہ دانیؒ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ’’......فقيل له: اريت من استكتب مصحفاً اليوم اترى يكتب علىٰ ما احدث الناس من الهجاء اليوم؟ فقال: لا ارى ذلك، ولكن يكتب على الكتبة الاولىٰ‘‘۔ (۹)

یعنی امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص لوگوں میں مروج ہجا پر مصحف کتابت کر سکتا ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نہیں، بلکہ اسے پہلے طریقے پر ہی لکھنا چاہیے۔ امام مالکؒ کو اس قول سے کسی نے اختلاف نہیں کیا: ’’ولا مخالف له في ذلك من علماء الامة‘‘۔ امام سخاویؒ نے امام مالکؒ کے قول پر ’’والذي ذهب اليه مالك هو الحق‘‘ کے الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ (۱۰) ۲۔ رسمِ عثمانی کے التزام کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۴ھ۔۲۴۱ھ) کا موقف بیان کرتے ہوئے علامہ زرکشیؒ لکھتے ہیں: ’’تحرم مخالفة مصحف الامام في واوٍ او ياءٍ او الفٍ او غير ذلك‘‘۔ (۱۱) ڈاکٹر عبدالوہاب حمودہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے

ہیں: ”فاذا عرفنا ان الامام مالکاً ولد سنة ٩٣ ھو توفی سنة ١٨٩ ھ علی الصحیح، وان الامام احمد ولد سنة ١٦٣ ھفھمنا ان الامة فی القرنین قد ادرکت مخالفة الرسم العثمانی لقواعد الکتابیة، فاستفتو الامام مالکا فلم یفتھم بجواز ذلك، وما علینا الا اتباعھم والا قتداء بھم“۔ (۱۲)یعنی ہم جانتے ہیں کہ امام مالکؒ ۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وفات ہوئی اور امام احمدؒ ۱۶۴ھ میں پیدا جبکہ ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں ہی لوگوں نے قواعد کتابت میں رسمِ عثمانی کی مخالفت شروع کر کے عام قواعد پر مصحف کی کتابت کی طرف رغبت کی امام مالک سے اسکے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے عام قواعد کتابت کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اب ہمارے اوپر ان کا اتباع اور ان کے قول کی پیروی لازم ہے۔ ۳۔ شافعی فقہا کا مسلک یہ ہے: ”وجاء فی حواشی المنھج فی فقه الشافعیة مانصه: کلمة الربا تکبت بالواو والالف کما جاء فی الرسم العثمانی، ولا تکتب فی القران بالیا او الالف لان رسمه سنة متبعه“۔ (۱۳)یعنی ربوٰ کا لفظ اسی طرح واؤ اور الف سے لکھنا چاہیے جیسے رسم عثمانی میں لکھا جاتا ہے۔ اس کو یا، یا الف سے نہیں لکھنا چاہیے کیونکہ رسم عثمانی کی پیروی ہمیشہ سے کی جا رہی ہے۔ ۴۔ احناف کی رائے یہ ہے: ”وجاء فی المحیط البرھانی فی فقه الحنفیة ما نصه: انه ینبغی الّا یکتب المصحف بغیر الرسم العثمانی“۔ (۱۴)یعنی رسم عثمانی سے ہٹ کر مصحف کتابت درست نہیں۔ مذکورہ بالا اقوال اس بات کے شاہد ہیں کہ مسالک اربعہ کے تمام فقہا رسم عثمانی کے التزام کے بارے میں متفقہ موقف رکھتے ہیں۔

التزام رسم پر سلفؒ کے اقوال

علامہ عبدالواحد بن عاشر الاندلسیؒ اپنی تصنیف ”تنبیة الخلان علی الاعلان بتکمیل مورد الظمان“ کا آغاز درج ذیل خطبہ سے فرماتے ہیں: الحمد للّٰه الذی رسم الآیات القراٰنیة علی نحو ما فی المصاحف العثمانیة، الواجب اتبعھا فی رسم کل

قـراءـة متـواتر عن خير البرية "۔ (۱۵) **قول باری تعالیٰ** ﴿وَقَـالُـو' مَـالِ هـٰذَا الرَّسُوْلِ يَاكُلُ الطَّعامَ (۱۶)﴾ **کی تفسیر میں علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں:** " وقـعت اللام فی المصحف مفصولة عن هـذَا خارجة عن اوضاعِ الخط العربی و خط المصحف سنة لا تغير "۔ (۱۷) **یعنی مصحف میں حرف لام (ل) کلمہ** 'هـذا' **سے علیحدہ لکھا گیا ہے جو عام رسم الخط کے خلاف ہے لیکن مصحف کے رسم الخط کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ سیوطیؒ نے امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کا "شعب الایمان" میں وارد قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے:** " مـن كتب مصحفاً فينبغي ان يحافظ علی الهجا ء الذی كتبـو بـه هـذه المصاحف ، ولا يخالفهم فيه ولا يغير مما كتبو ا شيا، فا نهم كا نو ا اكثر عـلـمـاً، و ا صـدق قـلبـاً ولسـاناً ، واعظم ا مانة مناً فلا ينبغی ان نظن با نفسنا استدر اكا عليهم "۔ (۱۸) **یعنی جو شخص بھی مصحف لکھے تو اسے چاہیے کہ وہ سلف صحابہ** رضی الله تعالیٰ عنه **وتابعینؒ کے ہجا کا لحاظ رکھے، ان کی مخالفت نہ کرے کسی چیز کو ان کی کتابت کے ساتھ تبدیل نہ کرے کیونکہ وہ علم، قلب و لسان کی سچائی اور ایمانداری میں ہم سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ محمد غوث الدین ارکاٹی نے رسم عثمانی کے التزام کے بارے میں ملاَّ علی القاریؒ کا حسب ذیل قول نقل کیا ہے:** " والـذی ذهب اليه مالك هو الحق ، اذ فيه بقا ء الحالة الاولی ، الی ان تعلَّمها الطبقة الاخری بعد الاخری ،ولاشك ان هذا هو الاحری ، اذ فی خـلاف ذلك تجهيل الناس باولية ما فی الطبقة الاولی "۔ (۱۹) **علامہ نظام الدین نیشاپوریؒ التزام رسم کے بارے میں فرماتے ہیں:** "ان الـواجـب علی القراء والعماء و واهل الكتاب ان يتبعـو ا هـذا الـرسـم فـی خـط الـمصحف ، فانه رسم زيد بن ثابتؓ و كان امين رسول اللهﷺ و كاتب وحيه ، وعَلِم من هذا العلم ، بدعوة النبی ﷺ مالم يعلم غيره، فما كتب شيئا من ذلك الا لعّلة لطيفة و حكمة بليغة "۔ (۲۰) **یعنی مصحف لکھنے کے لئے قرّا اور علما پر اس رسم کا اتباع لازم ہے کیونکہ یہی وہ رسم ہے جس کو امین رسول اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت** رضی الـله تعالیٰ عنه **نے اختیار کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہر کسی کی نسبت اس سے مکمل**

طور پر واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے جو بھی لکھا، وہ کسی لطیف علت اور بلیغ حکمت کی بنیاد رہی لکھا ہے۔ علامہ ابو طاہر السندی نے رسم عثمانی کے التزام کی چار وجوہ بیان فرمائی ہیں: "الراجع من ذلك قول الجمهور، وذلك لوجوه: ١۔ ان هذا الرسم الذی كتب به الصحابة القران الكريم حظی با قرار الرسول ﷺ، واتباع الرسول ﷺ واجب على الامة۔ ٢۔ اجمع عنيه الصحابة ولم يخالفه احد منهم، وكان هذا الانجاز الكبير الامة لقوله ﷺ (عنيكم ب سنتی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدی)۔ ٣۔ اجمعت علية الامة منذ عصور التابعين، واجماع الامة حجة شرعية، وهو واجب الاتباع لانه سبيل المومنين، قال تعالىٰ: ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الهُدىٰ وَيَتَّبِع غَيرَ سَبِيلِ المُومِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّىٰ وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَت مَصِيرًا﴾۔ ٤۔ للرسم العثمانی فوائد مهمة، ومزايا كثيرة، خاصة انه يحوی على القراءات المختلفة، والاحرف المنزلة، ففی مخالفته تضييع لتلك الفوائد واهمال لها"۔ (٢١)

یعنی جمہور کا مذہب التزام راجح ہے اور اس کی حسب ذیل وجوہ ہیں: اولاً رسول اللہ ﷺ کی تقریر کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی رسم میں قرآن مجید کی کتابت کی اور رسول اللہ ﷺ کا اتباع امت پر واجب ہے۔ ثانیاً، اسی رسم پر عہد خلفا میں جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجماع منعقد ہوا، کسی ایک صحابی سے بھی اس کی مخالفت منقول نہیں۔ چنانچہ خلفاءِ راشدین کا اتباع بھی امت پر واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "تم پر میری اور میرے بعد میرے خلفاءِ راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے" ثالثاً، زمانہِ تابعینؒ سے امت کا اسی رسم پر اجماع ہے۔ امت کا اجماع حجت شرعی اور مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور مومنین کے راستے سے ہٹ کر چلا تو ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ رابعاً رسمِ عثمانی کے بہت سے فوائد ہیں خصوصاً یہ کہ اس میں

مختلف قرأت اور منزل من اللہ حروف شامل ہو سکتے ہیں۔ اس رسم کی مخالفت سے یہ تمام فوائد متروک ہو جاتے ہیں۔ التزام رسمِ عثمانی کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ کردیؒ لکھتے ہیں: " فخلاصة ما تقدم ان الواجب علينا اتباع رسما المصحف العثماني وتقليد ائمة القراء ات خصوصاً علماء الرسم منهم، والرجوع الى دواوينهم العظام كالمقنع لابى عمرو الدانى والعقيلة للشاطبى، فان ائمة القراء ات المتقدمين قد حصروا مرسوم القرآن الكريم كلمة على هيئة ما كتبه الصحابة فى المصاحف العثمانية، ونقلوا ذلك بالسند المتصل عن الثقات العدول الذين شاهدوا تلك المصاحف "۔ (۲۲) یعنی رسم مصحف عثمانی کے ساتھ ساتھ ائمہ قراءات خصوصاً علماء رسم کا اتباع ہم پر واجب ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس معاملہ میں ہم ان کی عظیم تصانیف کی طرح رجوع کریں جیسے علامہ دانیؒ کی المقنع اور علامہ شاطبیؒ کی تصنیف العقیلہ وغیرہ۔ بے شک متقدمین ائمہ قراءات نے قرآنی کلمات میں سے ایک ایک کلمہ کا رسم اور اس کے احکام بیان کیے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف عثمانیہ میں ان کلمات کو کتابت فرمایا۔ مزید برآں قرّا نے ثقہ و عادل اور مصاحف عثمانیہ کے عینی شاہدین سے سندِ متصل کے ساتھ اس رسم کو نقل فرمایا۔ فقہا اور مفسرین کے علاوہ اہلِ لغت نے بھی ہمیشہ رسمِ عثمانی کے التزام کو اختیار کیا ہے اور اسی کا حکم دیا ہے۔ ڈاکٹر لبیب السعید نے " دارالکتب والوثائق القومیۃ قاہرہ " میں موجود علامہ ابوالبقاء العکبریؒ کے محفوظ اللباب فى علل البناء والاعراب " کے ورق: ۳۰ سے ان کا ایک اقتباس نقل کیا ہے کہ اہل لغت کی ایک جماعت بھی یہی سمجھتی ہے کہ کلمہ کی کتابت اس کے تلفظ کے مطابق ہونی چاہیے لیکن قرآنی رسم اس سے مستثنیٰ ہے: " ذهب جماعة من اهل اللغة الى كتابة الكلمة على لفظها الا فى خط المصحف، فانهم اتبعوا فى ذلك ما وجدوه فى الامام۔ والعمل على الاول "۔ (۲۳) رسم عثمانی کے التزام کے بارے میں محقق مناع القطان کی رائے حسب ذیل ہے: " والذى اراه ان الراى الثانى هو الراى الراجع، وانه يجب كتابة القرآن بالرسم العثمانى المعهود فى المصحف ..... ولو ابيحت كتابته بالاصطلاح

الاملائی لکل عصر لادی هذاالی تغییر خط المصحف من عصر لآخر بل ان قواعد الاملاء نفسها تختنف فیها و جهات النظر فی العصر الواحد، وتتفاوت فی بعض الکلمات من بلد آخر "۔ (۲۴) یعنی میرا خیال میں التزام رسم عثمانی کی رائے راجح ہے اور اب قرآن مجید میں رسم عثمانی کے مطابق کتابت ہونی چاہیے۔ اگر مروجہ املائی کتابت کے ساتھ قرآن مجید لکھنے کی اجازت دے دی جائے تو ہر زمانہ میں قرآن مجید کا رسم دوسرے زمانہ سے مختلف ہوگا، بلکہ قواعد املائی خود ایک ہی زمانہ میں مختلف جہات سے متغیر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایک شہر کے مصاحف کے کلمات دوسرے شہر کے مصاحف سے مختلف ہوں گے مذکورہ اقوال کے علاوہ یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ جس طرح دیگر اسلامی علوم اور ورثہ کی حفاظت مسلم معاشرہ پر ضروری ہے، اسی طرح قرآن مجید سے منسوب ایک رسم اور طرزِ کتابت کی حفظ وصیانت بطریق اولیٰ لازمی امر ہوگا۔ (۲۵)

دورِ جدید کے علما کے فتاویٰ جات

مصری تحقیقی جریدے "المنار" نے ۱۹۰۹ء میں محمد رشید رضا کا فتویٰ شائع کیا جس میں ملا صادق الایمانقولی القزانی نے، جو کہ روسی ممالک میں طباعت مصاحف کے سلسلے میں رسم مصاحف کی کمیٹی کے تفتیشی سربراہ تھے حسب ذیل استفتا کیا: "هل یجب اتباع الرسم العثمانی فی کتابة المصحف ؟ ام هل تجوز مخالفتة لنضرورة التی من امثلها: کلمة (ء اتٰن) فی الآیة ٣٦ من سورة النمل، حیث کُتبتُ فی المحصف العثمانی بغیر یاء بعد النون۔ وکلمات: (الاعلام) و (الاحلام) و (الاقلام) و (الازلام) و (الاولاد)، حیث کُتبت ایضاً فی بعض المصاحف بحذف (الالف) بعد اللام؟"۔ (۲۶) یعنی کیا مصحف کی کتابت کے دوران رسم عثمانی کی اتباع واجب ہے؟ کیا کسی ضرورت کے تحت اس کے مخالف جائز ہے؟ مثلاً: کلمہ (ء اتٰن) مصحف عثمانی میں نون کے بعد بغیر یاء کے لکھا ہے۔ اسی طرح دیگر کلمات مثلاً: (الاعلام) و

(الاحلام) و (الاقلام) و (الازلام) و (الاولاد) وغیرہ بعض مصاحف میں الف کے بعد لام کے حذف کے ساتھ مرسوم ہیں۔ اس کے علاوہ سائل نے محولہ بالا الفاظ قرآنی میں الف کے بارے میں یہ وضاحت پیش کی کہ روسی شہر پیٹرز برگ (بترسبورج) کے ”مکتبہ امبراطوریہ“ میں محفوظ مصحف عثمانی میں ان تمام الفاظ (الاعلام)، الاحلام)، (الاقلام)، (الازلام) اور (الاولاد) میں الف محذوف ہیں۔ (۲۷) رسم مصحف کے متعلق صفر ۱۳۶۸ھ کے مجلہ الازھر ۱۹۳۷ء میں صادر ہونے والے مصری فتوی میں حسب ذیل الفاظ بھی تھے: ”ان المصاحف و خاصة فی العصر الحدیث مضبوطة بالشکل التام، ومذیلة ببیانات أرشادیة تیسّر للنّاس الی حدّ ما قراءة الکلمات المخالفة فی رسمها للاملاء العادی، ثم ان رسم المصحف العثمانی لا یخالف قواعد الاملاء المعروفة الافی کلمات لا یعصب علی احد اذا لقنها ان ینطق بها صحیحة“۔ (۲۸) یعنی دور حاضر میں خصوصاً تمام مصاحف حرکات و اعراب کے لحاظ سے مکمل ہیں اور عام املا سے مخالف کلمات قرآنیہ کے بارے میں لوگوں کی آسانی کے لئے ممکنہ وضاحتی بیانات سے پُر ہیں۔ مزید برآں مصحف عثانی کا رسم سوائے چند کلمات کے عام قواعد املا کے موافق ہے، تو ان چند کلمات کا کسی سے سیکھ کرادا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ علامہ محمد بن حبیب اللہ الشنقیطیؒ لکھتے ہیں: ”والذی اجتمعت علیه الامه: ان من لا یعرف الرسم الماثور یجب علیه ان لا یقرا فی المصحف، حتی یتعلم القراءة علی وجهها، ویتعلم مرسوم المصاحف“۔ (۲۹) یعنی اس بات علمائے امت کا اتفاق ہے کہ جو شخص قدیم رسم قرآنی سے واقفیت نہ رکھتا ہو وہ مصحف سے دیکھ کر تلاوت نہ کرے یہاں تک کہ وہ قراءت کے ساتھ ساتھ مصاحف کے رسم کے بارے میں بھی تعلیم حاصل کرے۔ حافظ احمد یارؒ جامعۃ الازہر کی مجلس فتوی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں ”الازہر کی مجلس فتوی کی طرف سے ۱۳۵۵ھ میں (بذریعہ مجلۃ الازہر) یہ فتوی جاری ہوا تھا کہ رسم عثمانی کی پابندی کے بغیر قرآن کریم کی طباعت مصاحف میں اس التزام کے بارے میں ایک تحریک سی پیدا ہوگئی ہے“۔ (۳۰) مفتی ہند مولانا محمد غنیؒ (معدنی) نے ایک استفتا کا جواب حسب ذیل الفاظ سے ارشاد فرمایا: ”فان الکتابة

بخلاف المصاحف العثمانية بدعة مذمومة وفعل شنيع با تفاق الامة "۔ (۳۱) یعنی مصاحف عثمانیہ کے خلاف (مصاحف کی) کتابت، باتفاق امت قابل مذمت بدعت اور برا کام ہے۔ الغرض علمائے سلف کی دورِ جدید کے جید علما محققین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ دورِ حاضر میں مصاحف کی کتابت وطباعت کے دوران رسمِ عثمانی کا اتباع ہی لازمی ضروری ہے۔

رسمِ عثمانی کے عدم التزام کا موقف

عربی زبان سمیت دنیا کی ہر زبان ارتقا کا سفر جاری رکھتی ہوئے اپنے اندر کئی تبدیلیوں کی متحمل رہتی ہے اور اس کا رسم الخط بھی جدت کا متقاضی رہتا ہے۔ مرور زمان کے ساتھ زبانوں اور ان کے رسم الخط کی تبدیلی کا لوگوں کے مزاج وفہم پر اثر انداز ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اس پہلو کے پیش نظر بعض اہل علم نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ مصاحف کی طباعت وکتابت میں رسم عثمانی کی پابندی کو ترک کرتے ہوئے بعد کے ادوار میں منضبط ہونے والی عربی قواعد املا پر عملدرآمد ہونا چاہیے، کیونکہ قرآن کی تلاوت میں لوگوں کی آسانی کے لئے قدیم رسم قرآنی میں تبدیلی لازم ہے۔ علمائے سلف میں سب سے پہلے سلطان العلماء العز بن عبد السلامؒ (م ۶۶۰ھ) نے اسی بنیاد پر رسم عثمانی سے اجتناب کی تلقین کی (۳۲)۔ علامہ العز بن عبد السلامؒ کے اس موقف کو علامہ قسطلانیؒ (۳۳) اور علامہ الدمیاطیؒ (۳۴) کے علاوہ علامہ زرکشیؒ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے: "قال الشيخ عزالدين بن عبدالسلام: لاتجوز كتابة المصحف الآن على الرسوم الاولىٰ باصطلاح الائمة لئلا يوقع في تغيير الجهال"۔ (۳۵) یعنی اب قرآن مجید کی کتابت ائمہ رسم کے اختیار کردہ رسم الخط پر جائز نہیں کیونکہ اس سے جاہل لوگوں کے سنگین غلطی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ واضح رہے کہ علامہ عزالدین بن عبد السلامؒ امت کے معاملہ میں تیسیر وسہولت کے قائل تھے۔ جیسا کہ علامہ غانم نے اس کا ذکر کیا ہے: "وليس غريبا على الامام العز مثل هذا الرأي الذى تفرد به فهو صاحب نظريه المصالح، فا لشريعة "كلها مصالح' اما تدرا مفاسد او تجذب مصالح"، وقد اداه اجتهاده ان في مذهبه مصلحة وتيسيراً على

الامة"۔ (۳۶) یعنی امام عزالدین عبدالسلامؒ کی منفرد رائے باعث تعجب نہیں کیونکہ وہ نظریہ مصالح کے علمبردار ہیں: جس کی رو سے شریعت تمام کی تمام مصالح پر مبنی ہے، خواہ وہ مفاسد کو دور کرنے کا معاملہ ہو یا کسی مصلحت کے حصول کا۔ انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق مصلحت اور امت پر آسانی کے پیش نظر اجتہادی موقف اختیار کیا ہے۔ تاہم علما میں کوئی قابل ذکر نام ایسا نہیں جس نے اس رائے سے اتفاق کیا ہو۔ چنانچہ رسم عثمانی سے پرہیز اور اس کے عدم التزام کا نظریہ یہ صرف علامہ عزالدین بن عبدالسلام کے ایک قول کے سہارے پر کھڑا ہے جو کہ علماء امت کے اجماع کے مقابلے میں متروک العمل ٹھہرتا ہے۔ مذکورہ زاویہ نگاہ کے حامل بعض افراد نے قدرے اعتدال کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسم عثمانی کی خلاف ورزی کو ضروری کے بجائے صرف جائز قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے قاضی ابو ابوبکر الباقلانیؒ نے مستعمل طریقہ املا میں مصاحف کی کتابت کے جواز کا فتویٰ دیا۔ ان کے نزدیک کسی دلیل قطعی سے امت کے لئے کوئی متعین رسم الخط مخصوص ومشروع نہیں کیا گیا۔ علامہ زرقانیؒ نے الانتصار کے حوالے سے قاضی ابوبکر الباقلانیؒ کا درج ذیل قول نقل کیا ہے: " واما الكتابة فلم يفرض الله على الامة فيها شئيا، اذلم يا خذ على كتّا ب القرآن وخطاط المصاحف رسما بعينه دون غيره او جبه عليهم وترك ما عداه..... وكان الناس قد اجازو ا ذلك واجازو ان يكتب كل واحد منهم بما هو عادتة ، وما هو اسهل واشهر اولیٰ ، من غير تاثيم ولا تنا كر ، علم انه لم يوخذ فی ذلك على الناس حد مخصو ص كما اخذ عليهم فی القراء ة والاذان ۔ والسبب فی ذلك ان التخطوط انما هی علامات ورسوم تجری مجری الاشارات والعقود والرموز ، فكل رسم دال على الكلمة مفيد لوجه قراء تها تجب صحته وتصويب الكاتب به على ای صورة كانت وبالجملة فكل من داعی انه يجب على الناس رسم مخصوص وجب عليه ان يقيم لحجة دعواه ۔ وانی له ذلك "۔ (۳۷) علامہ زرقانیؒ مذکورہ رائے پر مناقشہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مذکورہ رائے کئی وجوہ سے قابل قبول نہیں۔ مثلاً علامہ باقلانیؒ کی رائے کے مقابلے میں سنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے علاوہ جمہور علما کے اقوال موجود ہیں۔ قاضی ابو بکرؒ کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ یہ سنت سے ثابت نہیں، کیونکہ رسول ﷺ نے کتاب وحی کی اسی رسم الخط کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر جمعِ عثمانی میں اسی رسم کے موافق قرآن کی کتابت کی جس کو وہ عہد نبوی میں استعمال کرتے تھے۔ مزید برآں اس رائے کے خلاف اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انعقاد ہو چکا ہے اور اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کسی بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (۳۸) عبد العزیز دباغؒ نے قاضی ابو بکرؒ کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے: قاضی ابو بکر کا یہ کہنا ہے کہ رسم الخط کے اتباع کا وجوب نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے، نہ کلام رسول سے، نہ اجماع سے، نہ قیاس سے، (لہذا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے لکھے) صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: جو کچھ بھی تم کو رسول ﷺ دیں، وہ لو اور جس سے منع فرمائے، اس سے باز آؤ۔ اور یہ واضح ہو چکا کہ رسم الخط توفیقی ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضع کردہ نہیں (لہذا رسول ﷺ کا دیا ہوا ہے اور اس کا لینا واجب ہے)۔ اور اگر یہ شبہ کرو کہ حضرت نے اس طریق پر کتابت قرآن کا حکم نہیں فرمایا تو آپ کے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس طریق پر لکھنا اور اس حضرت کا اس کو قائم و برقرار رکھنا ہی [سنت تقریری کے ذریعے] حکم کے درجے میں ہے"۔ (۳۹) جامعۃ الازہر کی مجلس فتویٰ نے بھی علامہ ابوبکر الباقلانیؒ کی رائے کو ضعیف قرار دیتے ہوئے کتابت مصحف میں رسم عثمانی کے التزام کا حکم دیا ہے: "اما ما یراہ ابوبکر باقلانی من ان الرسم العثمانی لا یلزم ان یتبع فی کتابۃ المصحف فھو رای ضعیف۔ لان الائمۃ فی جمیع العصور المختلفۃ درجوا علیٰ التزامہ فی کتابۃ المصحف ولان سد ذرائع الفساد مھما کانت بعیدہ اصل من اصول الشریعۃ الاسلامیہ التی تبنی الاحکام علیھا دما کان موقف الائمۃ من الرسم العثمانی الا بدافع ھذا الاصل العظیم مبالغۃ فی حفظ القرآن وصونہ"۔ (۴۰) یعنی ابوبکر الباقلانیؒ کی کتابت مصحف میں رسم عثمانی کی اتباع لازم نہ ہونے کی رائے ضعیف ہے۔ کیونکہ تمام ادوار میں علمائے امت نے کتابت مصحف کے لئے رسم

عثمانی کے التزام کو ہی ترجیح دی ہے، ممکنہ فساد کے اسباب کا تدارک ہی شریعت کا اصل الاصول ہے، جس پر احکام کا مدار ہے۔ رسم عثمانیکے بعینہ التزام کے بارے میں ائمہ کا موقف بھی قرآن کی حفظ وصیانت کے اسی مقصد عظیم کے لئے ہے۔ قاضی ابوبکر الباقلانیؒ کے علاوہ علامہ ابن خلدون نے بھی رسم عثمانی کی مخالفت کو جائز قرار دیا ہے۔ مقدمہ میں رقمطراز ھیں : " ولا تلتفتن في ذلك الى ما يزعمه بعض المغفلين من انهم كانو محكمين لصناعة الخط وان ما يتخيل من مخالفة خطوطهم لا صول الرسم ليس كما يتخيل ، بل لكنها وجه .... الخ"۔ (۴۱) لیکن علمائے رسم نے علامہ ابن خلدون کی رائے سے بھی اتفاق نہیں کیا۔ علامہ المارغیؒ لکھتے ہیں: " لا يجوز لا حدان يطعن في شئى مما رسمه الصحا بة في المصاحف ، لانه طعن فی مجمع عليه ، ولان الطعن فی الكتابة كالطعن فی التلا وه وقد بلغ التهور ببعض المور خين الى ان قال فی مرسوم الصحابة ما لا يليق بعظيم علمهم الراسخ وشريف مقا مهم الباذخ فاياك ان تغتر به "۔ (۴۲) قاضی ابوبکر الباقلانیؒ اور علامہ ابن خلدون کے اقوال کی بنیاد پر بعض علما کا موقف ہے کہ خواص اور اہل علم کے لئے تو اس کا التزام ضروری ہے لیکن عوام کے لئے رسم عثمانی کی بجائے مروجہ رسم میں مصاحف کی کتابت وطباعت جائز ہے۔ (۴۳) علامہ ابوطاہر السندیؒ اس نظریہ کے قائلین کا موقف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وذهب بعض المتا خرين و بعض المعاصرين الى و جوب كتابة المصاحف لنعا مة بالقواعد الاملائية ، ولكن وتجب المحافظة عندهم على الرسم العثمانی القديم كاثر من الآ ثار الاسلامية النفيسة الموروثة عن السلف الصالح فمن ثَم تكتب مصاحف لخواص الناس بالرسم العثمانی "۔ (۴۴) یعنی بعض متاخرین اور دورِ حاضر کے محققین نے املا کے عام قواعد کے تحت مصاحف کی کتابت کو ضروری قرار دیا ہے، لیکن ان کے نزدیک قدیم رسم عثمانی کی حفاظت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ ماثور اور پرانے اسلامی آثار میں سے سلف صالح کی ایک نفیس علامت ہے۔ چنانچہ خاص لوگوں کے لئے رسم عثمانی کے مطابق ہی مصاحف لکھے جائیں۔ علامہ عبد العظیم الزرقانیؒ اس رائے پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز

ہیں: ”وھذا الرای یقوم علی رعایة الا حتیاط للقرآن من ناحیتین: ١۔ ناحیة کتابته فی کل عصر بالرسم المعروف فیه ابعا دًللناس عن اللبس والخلط فی القرآن ۔ ٢۔ وناحیة ابقاء رسمه الاول الماثور یقروه العارفون به ومن لا یخشی علیهم الا لتباس“۔ (۴۵) غالباً اسی نظریہ سے متاثر ہونے اور اسی رفع التباس کی بنا پر ہی اہل مشرق (ایشائی ممالک) میں رسم عثمانی کی عملاً خلاف ورزی کا رواج ہو گیا ہے جبکہ اہل مغرب (افریقہ) میں رسم عثمانی کا التزام تا حال موجود ہے کیونکہ وہ مسلک مالکی کے پیروکار ہیں اور اس بارے میں امام مالکؒ کا واضح قول ثابت ہے اور افریقہ ارمغرب میں زیادہ تر فقہ مالکی کا اتباع کیا جاتا ہے۔ (۴۶) اہل مشرق (خصوصاً برصغیر پاک و ہند) میں کتابت مصاحف کے حوالے سے رسم عثمانی کی خلاف ورزی کی مثالیں زیادہ ملتی ہیں جس کی بڑی وجہ نقل صحیح کا التزام کرنے کے بجائے حافظہ و قیاس سے کام لینا ہے، پیشہ ورانہ عجلت بھی اس کا باعث بنتی ہے جس کا بڑا سبب کاتبین کی رسم عثمانی سے ناواقفیت اور کتابت کی ماہرانہ نگرانی اور پڑتال کا فقدان ہے۔ مصاحف کی تصحیح کرنے والے حضرات بھی رسم کی اغلاط سے یا تو خود بے خبر ہوتے ہیں یا رسم کے بجائے حرکات کی اغلاط پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ نظری حد تک لوگ ہمیشہ رسم عثمانی کے التزام کے قائل رہے ہیں، بلکہ محتاط کاتب نقل صحیح کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ منقول عنہ نسخہ میں ہی اغلاط موجود ہوں۔ (۴۷) دورِ حاضر میں رسم عثمانی کے بجائے رسم املائی میں کتابت مصاحف کے جواز کی سب سے بڑی وجہ عوامی سہولت بیان کی جاتی ہے، لیکن جن لوگوں نے دورِ حاضر میں عوام کی سہولت کی خاطر جدید رسم املائی کے مطابق مصاحف کی کتابت و طباعت کو ضروری قرار دیا ہے، وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ التباس و اشتباہ عوام کے بجائے پڑھے لکھے طبقہ کے مسائل میں سے ہے کیونکہ عوام کے لئے کسی استاد سے زبانی طور پر قرآن سیکھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر عام آدمی رسم املائی کو بھی غلط طریقہ پر ادا کرسکتا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ احمد یارؒ لکھتے ہیں: عوام کے بجائے عرب ممالک کے خواندہ لوگوں کے لئے رسم الخط کی ثنویت (روزمرہ میں رسم قیاسی اور تلاوت میں

رسم عثمانی سے واسطہ پڑنا) التباس اور صعوبت کا باعث بنتی ہے۔ ورنہ دنیا میں لاکھوں (بلکہ شاید) کروڑوں ایسے مسلمان ہیں، جو رسم عثمانی کے مطابق لکھے ہوئے مصاحف سے اپنے علاقے میں رائج علامات ضبط کی بنا پر ہمیشہ درست تلاوت کرتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس معاملہ میں ''عوام'' کا نام تو محض ایک نعرہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، ورنہ ضرورت تو پڑھے لکھے عربی دانوں کو رسم قرآن سے شناسا کرنے کی ہے۔ رسم قرآنی کو ترک کر دینا اس کا کوئی علاج نہیں بلکہ اس کے مفاسد بہت زیادہ ہیں جبکہ رسم عثمانی کے التزام میں متعدد علمی اور دینی فوائد کا امکان غالب ہے''۔ (۴۸) لہذا مناسب یہ ہے کہ عوام الناس کو رسم عثمانی اور اس کے رموز و فوائد اور خصوصیات سے روشناس کرایا جائے اور سرکاری سرپرستی میں اس کے التزام کے لئے مناسب انتظامات کیے جائیں۔ رسم عثمانی کے متعلق مذکورہ نظریہ ہائے عدم التزام کا ردّ کرتے ہوئے علامہ السندیؒ لکھتے ہیں: '' اما ما ذهب اليه اصحاب المذهبين الآخرين ، فيمكن الرد عليهم ۱۔ فيهما مخالفة لاجماع الصحابة والتابعين واهل القرون المفضلة ۔ ۲۔ القواعد الاملائية العصرية عرضة للتغيير والتبديل فى كل عصر ، وفى كل جيل ، فلو اخضعنا رسم القرآن الكريم لتلك القواعد لا صبح القرآن عرضه للتحريف فيه ۔ ۳۔ الرسم العثمانى لا يوقع الناس فى الحيرة والالتباس ، لان المصاحف اصبحت منقوطة مشكلة بحيث وضعت علامات تدل على الحروف الزائدة او الملحقة بدل المحذوفة ، فلا مخافة على وقوع الناس فى الحيرة والالتباس "۔ (۴۹) یعنی مؤخر الذکر دونوں مذاہب اس لئے ناقابل قبول ہیں کہ اولاً رسم عثمانی کی مخالفت ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعینؒ اور قرآن مقدسہ کے اجماع کی مخالفت لازم آتی ہے، ثانیاً جدید قواعد املائیہ ہر زمانی اور ہر نسل میں تغیر و تبدیل کا شکار رہے ہیں۔ اگر ہم قرآنی رسم کو ان قواعد کے مطابق لکھنے کی اجازت دے دیں تو اس سے قرآن میں تحریف کا باب کھل جائے گا۔ ثالثاً، التباس اور لوگوں کی پریشانی کا باعث رسم عثمانی نہیں کیونکہ اب مصاحف منقوط ہیں اور ایسی علامات وضع ہو چکی ہیں جو کہ زائد یا محذوف حروف کے بدلے اضافی حروف پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا اب لوگوں کی

پریشانی اور التباس کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ مفتی محمد شفیعؒ عوام الناس کی اس شکل کے بارے میں لکھتے ہیں: ''الغرض اوّل تو یہ مشکلات محض خیالی ہیں۔ ان کو مشکل تسلیم کرنا ہی غلطی ہے اور بالفرض تسلیم بھی کیا جائے تو ہر مشکل کا ازالہ ضروری نہیں۔ یوں تو نماز روزہ وغیرہ، ارکان اسلام سب ہی کچھ نہ کچھ مشکل اپنے اندر رکھتے ہیں''۔(۵۰)

رسم عثمانی کے مخالف متجددین

علمائے سلف سے جن لوگوں نے رسم عثمانی کے التزام اور عدم التزام کے معاملہ میں جمہور علما کی رائے سے اختلاف کیا ہے، انہوں نے اپنا موقف علم واستدلال کے دائرے میں رہتے ہوئے پیش کیا ہے اور رسم عثمانی پر طعن وتشنیع کی روش نہیں اپنائی۔ لیکن بدقسمتی سے بعض متجددین نے رسم عثمانی میں خامیوں کی تلاش شروع کی اور اس کو ناقص قرار دینے کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی ناگفتہ بہ باتیں منسوب کی ہیں۔ ان متجددین میں دو نام فہرست ہیں: مصری متجدد عبدالعزیز فہمی نے "الحروف اللاتينية لكتابة العربية" کے نام سے کتاب لکھی جس کو مطبعہ مصر نے ۱۹۴۴ میں قاہرہ سے شائع کیا۔ مذکورہ کتاب میں مصنف نے رسم مصحف پر کثرت سے اعتراضات کیے ہیں اور رسم مصحف کو "بدائية سقيمة قاصرة" ﴿ص۲۱﴾ (ابتدائی درجے کا بیمار اور ناقص) جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس کے الفاظ ہیں: "اقرر بانی لست مكلفا با احترام رسم القرآن، ولست الغی عقلی لمجر دان بعض الناس او كلهم يريدون الغاء عقولهم، ولا يميزون بين القرآن العظيم كلام الله القديم و بين رسمه السخيف الذی هو من وضع المو منين القا صرين"۔(۵۱) یعنی مجھے اعتراف ہے کہ میں رسم قرآنی کے احترام کا مکلّف نہیں ہوں اور اگر بعض یا سب لوگوں نے اپنی عقل سے کام لینا چھوڑ دیا ہے تو میں ایسا نہیں کرسکتا۔ یہ لوگ کلام الٰہی کے مابین جو قدیم ہے اور اس کے رسم الخط کے مابین فرق نہیں کرتے جسے ناقص اور کوتاہ صلاحیت کے اہل ایمان نے تشکیل دیا ہے۔ مزید برآں عبدالعزیز فہمی نے رسم عثمانی کو نعوذ باللہ ایک بیماری قرار دیا ہے جس نے جدید عربیت کے

حسن کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں: "انہ سرطان ازمن، فشوہ منظر العربیة، وغشّی جمالها، ونفرّ منها الولی القریب والخاطب الغریب، واذ اقول (سرطان) فانی اعنی ما اقول کالسرطان حسّا و معنی"۔ (۵۲) یعنی یہ مزمن سرطان ہے جس نے عربی زبان کے ظاہری حسن و جمال کو بدشکل بنا دیا ہے اور اس سے دوستوں اور دشمنوں، دونوں کو متنفر کر دیا ہے۔ میں نے اس کے لئے سرطان کا لفظ استعمال کیا ہے تو اس سے میری مراد سرطان ہی ہے کیونکہ یہ ظاہری اور معنوی ہر لحاظ سے ایک سرطان ہے۔ رسم مصحف کے جدید معترضین میں سے دوسرا بڑا نام ابن الخطیب محمد محمد عبداللطیف کا ہے جس نے "الفرقان" نامی کتاب تصنیف کی۔ جس کو پہلی بار دارالکتب المصریہ نے قاہرہ سے ۱۹۴۸ء میں شائع کیا۔ موصوف لکھتے ہیں: "لما کان اهل العصر الاول قاصرین فی فن الکتابة، عاجزین فی الاملاء، لامیتهم وبدواتهم وبعدهم عن العلوم والفنون، کانت کتابتهم للمصحف الشریف سقیمة الوضع غیر محکمة الصنع فجاءت الکتبة الاولی مزیجا من اخطاء فاحشة ومناقضات متباینة فی الهجاء والرسم"۔ (۵۳) یعنی عصر اول کے لوگ، اپنے ان پڑھ اور بدوی ہونے کے لحاظ سے فن کتابت سے قاصر اور علوم وفنون سے بے بہرہ تھے۔ مصحف میں کی گئی ان کی کتابت، وضع کے اعتبار سے سقیم اور مہارت کے اعتبار سے غیر محکم ہے۔ لہذا پہلی کتابت کے ہجا و رسم میں فاحش اغلاط اور متباین منافقات شامل ہیں۔ ڈاکٹر لبیب السعید، ابن الخطیب کا ایک اقتباس یوں نقل کرتے ہیں: "(انہ یقلب معانی الفاظ، ویشوهها تشویها شنیعا، ویعکس معناها بدرجة تکفّر قاریة، وتحرف معانیة، وفضلاً عن هذا فان فیه تناقضاً غریباً وتنافراً معیباً لا یمکن تعلیله، ولا یستطاع تاویله"۔ (۵۴) یعنی یہ رسم الفاظ کے معنی کو بدلنے کا سبب ہے، شکل صورت کے لحاظ سے برا معنی کو اس حد تک بدلنے والا کہ اس کا پڑھنے والا کافر ٹھہرے اور اس کے معنی بدل جائیں۔ مزید برآں اس رسم میں عجیب و غریب قسم کا تناقص واختلاف پایا جاتا ہے جو اتنا معیوب ہے کہ اس کی توجیہ و تاویل کسی طرح ممکن نہیں۔ جولائی ۱۹۴۸ میں صدر جامعۃ الازہر کی زیر نگرانی تین علما کی قائمہ

کمیٹی نے اکتالیس (۴۱) صفحات پر مشتمل ایک فیصلہ صادر فرمایا جس میں مذکورہ کتب پر پابندی عائد کرنے اور ان کو ضبط کرنے کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ وہ اسلامی اصول جن پر احکام کا مدار ہے ان کی پاسداری اور اس کی مخالفت کا سدِ باب ضروری ہے۔ (۵۵)

حواشی و حوالہ جات

(۱) القسطلانی، لطائف الاشارات لفنون القراءات: ۲۸۵/۱

(۲) غانم قدوری رسم المصحف: ص ۱۹۹..........، الکردی: تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ: ص ۱۰۳

(۳) ”اجمع المسلمون قاطبة علی و جوب اتباع رسم مصاحف عثمان و منع مخالفته (ثم قال) قال العلامة ابن عاشرو وجه وجوبه ما تقدم من اجماع الصحابة علیه وهم زهاء اثنی عشر الفاً والاجماع حجة حسبما تقرر فی اصول الفقه ﴿النصوص الجلیله: ص ۲۰﴾ “ ۔ (مفتی محمد شفیعؒ جواہر الفقہ: ۱/ ۸۵)

(۴) صفحات فی علوم القراءات: ص ۱۷۸

(۵) ابن قتیبہ ؒ الدینوریؒ، ابومحمد عبداللہ بن مسلم (م ۲۷۶ھ): ادب الکاتب: ص ۲۵۴، ط ۲، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۷۰ء

(۶) السیوطیؒ: الاتقان فی علوم القرآن: ۱۴۶/۴، ط مکتبہ ومطبعۃ المشہد الحسینی، قاہرہ، ۱۹۶۷. تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم)...... صفحات فی علوم القراءات: ص ۱۷۸...... ” والفقہاء مجمعون، او کالمجمعین علی ھذا الرسم “۔ (الجمع الصوتی الاول: ص ۲۹۸)

(۷) الحدادؒ: محمد بن علی بن خلف الحسینی: ارشاد الحیران الی معرفة ما یجب فی رسم القرآن: ص ۴۱، مطبعۃ المعاہد بالجمالیۃ، قاہرہ ۱۳۴۲ھ

(۸) احمد بن المبارک: الابریز: ص ۵۹، ط ۱، المطبعۃ الازہریۃ، مصر، ۱۳۰۶ھ.....

الکردی: تاریخ القرآن: ص۱۰۴ ...... التھانوی: اظہار احمد، الاستاذ الجلیل (م۱۴۱۲): ایضاح المقاصد شرح عقیلۃ اتراب القصائد فی علم الرسم: ص۱۱، قراءت اکیڈمی، لاہور۔ س ن ...... ابوطاہر السندی، صفحات فیعلوم القراءات: ص۱۷۹

(۹) الدانی: ابوعمرو عثمان بن سعیدؒ (م۴۴۴ھ): المقنع فی رسم مصاحف الامصار: ص ۹۔۱۰، تحقیق محمد الصادق قمحاوی، مکتبۃ الکلیات الازہریۃ قاہرہ

(۱۰) الزرقانی، مناہل العرفان: ۱/۳۷۲

(۱۱) مرجع سابق ...... الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن: ۱/۳۷۹

(۱۲) حمودہ، عبدالوہاب: القراءات واللھجات: ص۱۰۲، ط مکتبۃ النہضۃ المصریہ، قاہرہ، ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء

(۱۳) الزرقانی، مناہل العرفان: ۱/۳۷۲

(۱۴) مرجع سابق

(۱۵) الشیخ عبدالواحد بن عاشر الاندلسیؒ: تنبیہ الخلان علی الاعلان بتکمیل مورد الظمآن: ص۱، ط، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ ﴿نوٹ: مذکورہ کتاب علامہ المارغنی کی تصنیف "دلیل الحیران" کے آخر میں بھی منسلک ہے﴾

(۱۶) سورۃ الفرقان: ۷

(۱۷) جاراللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشریؒ (م۵۳۸ھ): الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل: ۳/۲۰۹. ط۲، المکتبۃ التجاریہ الکبریٰ، القاہرۃ، ۱۹۵۳ء

(۱۸) الاتقان فی علوم القرآن: ۴/۱۴۶ ...... البرہان فی علوم القرآن: ۱/۳۷۹ ...... الکردی: تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ: ص۱۰۳ ..... لطائف الاشارات لفنون القرأت: ۱/۲۷۹

(۱۹) محمد غوث ناصرالدین محمد نظام الدین النائطی الارکانی: نثر المرجان فی رسم نظم القرآن: ۱/۱۰،

مطبعۃ عثمان پریس، حیدرآباد دکن ۱۳۱۳ھ

(۲۰) غرائب القرآن ورغائب الفرقان: ۱/۴۰...... الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن: ۱/۳۸۲ میں بھی اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

(۲۱) صفحات فی علوم القراءات: ص ۱۸۰، ۱۸۱

(۲۲) تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ: ص ۱۱۱

(۲۳) الجمع الصوتی الاول: ص ۲۹۸

(۲۴) مباحث فی علوم القرآن: ص ۱۴۹

(۲۵) ’’یہ حفاظت ورثہ والی بات جذباتی ہی نہیں اپنے اندر ایک تہذیبی بلکہ قانونی اہمیت بھی رکھتی ہے۔ برسبیل تذکرہ مصر کے ایک ناشر کے خلاف رسم قیاسی کے ساتھ لکھا ہوا ایک مصاحف چھاپنے پر مقدمہ چلا۔ عدالت نے ناشر کے خلاف فیصلہ دیا اور نسخہ کی ضبطی کا حکم جاری کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں ایک نقطہ توجہ یہ لکھا کہ ((آثار سلف کی حفاظت ترقی یافتہ اقوام کا فریضہ اولین ہے))۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز شیکسپر (یا دوسرے قدیم شعراء مثل چوسر وغیرہ) کا کلام انہی کے زمانہ کے ہجاء وغیرہ کے ساتھ چھاپنا ضروری خیال کرتے ہیں اور وہ کسی طابع یا ناشر کو اس کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ تین چار سو سال میں انگریزی زبان بدل کر کچھ سے کچھ ہو چکی ہے تو قرآن کے بارے میں یہ اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟‘‘۔ (قرآن و سنت چند مباحث (۱): ص ۹۵، ۹۶)

(۲۶) الجمع الصوتی الاول: ص ۳۰۲

(۲۷) فتاویٰ ا، امام محمد رشید رضا: ۲/۷۸۹ تا ۷۹۴...... بحوالہ: مرجع سابق

(۲۸) نفس المصدر ۳۰۳

(۲۹) محمد بن حبیب اللہ الشنقیطیؒ: ایقاظ الاعلام لوجوب اتباع رسم المصحف الامام: ص ۱۶، ط ا، مطبعۃ المعاہد بالجمالیۃ قاہرہ مصر، ۱۳۴۵ھ

(۳۰) قرآن وسنت چند مباحث (۱): ۹۷

(۱۳) بحوالہ: جواہر الفقہ از مفتی محمد شفیعؒ: ۱/۹۳

(۳۲) قاضی عبدالفتاح نے الشیخ حسین والیؒ اور احمد حسن زیاتؒ کو بھی اسی نظریہ کے قائلین میں شمار کیا ہے۔...... ملاحظہ ہوا: القاضی عبدالفتاح: تاریخ المصحف الشریف: ص۸۲، مطبعۃ المشہد الحسینی، القاہرۃ

(۳۳) القسطلانی: شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر: لطائف الاشارات لفنون القراءات ۱/۱۰۹-۱۲۷ المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیہ، قاہرہ، ۱۹۷۲ء

(۳۴) الدمیاطی البناء اتحاف فضلاء البشر: ص۹

(۳۵) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الزرکشیؒ بدر الدین محمد بن عبداللہ بن بہادر (م۷۹۴ھ): البرہان: فی علوم القرآن: ۱/۳۷۹، داراحیاء الکتب العربیۃ، قاہرہ، ۱۹۵۷ء:

(۳۶) غانم قدوری الحمد: رسم المصحف دراسة لغوية تاريخية: ص ۲۰۱، ط اللجنة الوطنية للاحتقال، بغداد، عراق، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

(۳۷) الزرقانی: الشیخ محمد عبدالعظیم: مناہل العرفان فی علوم القرآن: ۱/۳۷۳-۳۷۴، داراحیاء الکتب العربیۃ عیسیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۹۴۳

(۳۸) مرجع سابق

(۳۹) احمد المبارک: الابریز: ص۱۱۶، ط۱، المطبعۃ الازہریۃ، مصر ۱۳۰۶ھ

(۴۰) الدکتور احمد مختار عمر، الدکتور عبدالعال سالم مکرم: معجم القراءات القرآنیۃ: ۱/۴۲و۴۳، ط، انتشارات اسوہ (التابعة لمنظمة الاوقاف والشوون الخيرية)، ایران ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء

(۴۱) ابن خلدونؒ عبدالرحمٰن المغربی (م۸۰۸ھ) کتاب العبر وديوان المبتداء والخير مسمّى بتاريخ ابن خلدون: ۱/۴۷۷ومابعد، دارالکتاب، بیروت، ۱۹۵۶ء:

(۴۲) المارغنیؒ التونسی، الشیخ ابراہیم بن احمد: دلیل الحیران علی 'مورد الظمآن فی فنّی الرسم و الضبط: ص۲۶، ط العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء

(۴۳) جیسا کہ علامہ الدمیاطیؒ نے اس رائے کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ”ورای بعضھم قصر الرسم بالاصطلاح العثمانی علی مصاحف الخواصّ واباحۃ رسمہ للعوامّ بالاصطلاحات الشائعۃ بینھم“۔ (اتحاف فضلاء البشر: ص ۹)

(۴۴) السندیؒ ابوطاہر عبدالقیوم: صحفات فی علوم القراءات: ص۱۸۰، ط، المکتبۃ الامدادیہ، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۵ھ

(۴۵) الزرقانی، مناھل العرفان: ۱/۳۸۵

(۴۶) ملخص از: احمد یارؒ، پروفیسر حافظ: قرآن وسنت۔ چند مباحث: ص۸۵ شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب لاہور، جون ۲۰۰۰ء

(۴۷) مرجع سابق

(۴۸) نفس المصدر: ص۸۷

(۴۹) السندی ابوطاہر صفحات فی علوم القراءات: ص،

(۵۰) حضرت مولانا محمد شفیعؒ: جواہر الفقہ: ۱/۷۶، ط۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی، جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

(۵۱) مرجع سابق

(۵۲) مرجع سابق

(۵۳) الفرقان: ص۵۷..... بحوالہ: مرجع سابق

(۵۴) لبیب السعید: الدکتور: الجمع الصوتی الاول للقرآن (المصحف المرتل): ص ۲۹۳، ط۲، دارامعارف القاہرۃ، س۔ن

(۵۵) غانم قدوری: رسم المصحف: ص۲۱۲.....، .....الجمع الصوتی الاول: ص۳۰۱

❁